جناب حافظ صلاح الدین یوسف

قسط (۳)

زکوٰۃ ___ فضائل و مسائل

۲- جانوروں کی زکوٰۃ کی تفصیل

اموالِ زکوٰۃ کی دوسری قسم میں وہ جانور ہیں جو باہر چرنے والے (سائمہ) ہیں، ان کی زکوٰۃ حسب ذیل طریقے سے ادا کی جائے گی۔

اونٹ | جب کسی کے پاس پانچ اونٹ سے کم ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں۔ البتہ پانچ اونٹ یا اس سے زیادہ ہوں تو پھر ان کی تعداد کے اعتبار سے ضابطہ زکوٰۃ یوں ہوگا:

- ۵ سے ۲۴ اونٹوں تک، ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری۔
- ۲۵ سے ۳۵ تک، ایک سال کی اونٹنی (بنتِ مخاض) یا دو سال کا اونٹ (ابنِ لبون)۔
- ۳۶ سے ۴۵ تک، دو سال کی اونٹنی (بنتِ لبون)۔
- ۴۶ سے ۶۰ تک، تین سال کی اونٹنی (حِقّہ)۔
- ۶۱ سے ۷۵ تک، چار سال کی اونٹنی (جَذَعَہ)۔
- ۷۶ سے ۹۰ تک، دو سال کی دو اونٹنیاں۔
- ۹۱ سے ۱۲۰ تک، تین تین سال کی دو اونٹنیاں۔
- ۱۲۰ سے زیادہ تعداد پر، ہر چالیس اونٹوں پر دو سال کی اونٹنی اور ہر پچاس پر تین سال کی اونٹنی دینی ہوگی (صحیح بخاری ج ا، ص ۱۹۵-۱۹۶)۔

نیز جس شخص کے پاس اس عمر کے جانور سے چھوٹا اونٹ ہو، جو اس پر بطورِ زکوٰۃ لازم آتا ہے، تو اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم دے گا۔ اور اگر اس کے پاس بڑا ہو تو وہ زکوٰۃ لینے والے اہل کار سے دو بکریاں یا بیس درہم وصول کرنے کا حق دار ہوگا۔

(حوالہ مذکور ص ۱۹۵)

بکریاں

بکریوں (اور بھیڑ دُنبوں) میں زکوٰۃ حسب ذیل ضابطے سے ادا کی جائے گی:

- ۴۰ بکریوں سے ۱۲۰ تک : ایک بکری۔
- ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک ، دو بکریاں۔
- ۲۰۰ سے ۳۰۰ تک ، تین بکریاں۔
- ۳۰۰ سے اوپر ہر ۱۰۰ کے بعد، ایک بکری (حوالہ مذکور)

گائے

گائے ، بیل (اور بھینس) میں حسب ذیل ضابطے کے مطابق زکوٰۃ نکالنی ہوگی:

تیس سے کم گائے، بیل میں زکوٰۃ نہیں۔

- ۳۰ گائے پر، ایک بچھڑا یا بچھڑی (ایک سالہ)

۴۰ گائے پر، ایک مُسِنَّہ (یعنی دو سالہ)

اس سے زیادہ پر، ہر تیس گائے پر ایک بچھڑا (ایک سالہ) اور ہر چالیس پر ایک مُسِنَّہ۔ اس حساب سے چالیس سے زائد گایوں پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی، تاآنکہ ان کی تعداد ستّر ہو جائے۔ ۷۰ گایوں پر حسابِ مذکور سے ایک بچھڑا اور ایک مُسِنَّہ زکوٰۃ عائد ہوگی، اور ۸۰ گایوں پر دو مُسِنّے۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس (الدّراری شرح الدّرر البھیہ ج ۲، ص ۶-۷)

متفرقات

زکوٰۃ میں بوڑھا، بھینگا، عیب دار اور سانڈ جانور نہیں لیا جائے گا۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح عمر میں چھوٹا ، بانجھ، حاملہ جانور اور گھر میں دودھ کے لیے پالی ہوئی گائے بھینس دی جائے نہ لی جائے۔ (الدّراری)

- نصاب سے کم مقدار اور تعداد پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی (صحیح بخاری)
- جو جانور کاروبار میں استعمال ہوتے ہوں، ان پر زکوٰۃ نہیں (سنن دار قطنی)
- چنانچہ ڈیری فارم کے مویشیوں پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔ البتہ ان کی آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔

- اسی طرح پولٹری فارم کی مرغیوں اور انڈوں پر زکوٰۃ نہ ہوگی، اگر وہ تجارت کے لیے ہیں۔ اور زکوٰۃ ان کی آمدنی پر ہوگی۔

۳۔ سونا۔ چاندی اور نقدی کا نصاب

اموالِ زکوٰۃ کی تیسری قسم سونا چاندی اور نقدی ہے جن میں دو شرطوں کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہے۔

- ایک وہ نصاب کو پہنچ جائیں۔
- دوسرے ان پر سال گزر جائے۔

ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

چاندی چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے، جس کا وزن ہمارے ملک کے حساب سے ۵۲½ تولہ (۶۱۸ گرام ۱۸۲ ملی گرام) چاندی ہے۔ جب کسی کے پاس اتنی مقدار میں چاندی ہوگی، تو اس میں سے "حولانِ حول" کے بعد چالیسواں (یعنی ۵ درہم) زکوٰۃ نکالنی پڑے گی، جو ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی اور کیلوگرام کے اعشاری حساب سے ۱۵ گرام ۴۵۴¼ ملی گرام چاندی بنتی ہے۔ اس سے زیادہ جتنی چاندی ہوگی، اس حساب سے اس کا اندازہ کر کے زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہوگی۔

سونا سونے کا نصاب ۲۰ دینار ہے، جس کا وزن ہمارے ملک کے حساب سے ساڑھے سات تولہ، یا ۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام بنتا ہے۔ اس میں چالیسواں حصہ (نصف دینار) زکوٰۃ نکالنی ہوگی، یعنی ۲ ماشہ ۲ رتی، یا ۲ گرام ۱۸۷ ملی گرام۔ اس سے جتنا زیادہ سونا ہوگا، اس حساب سے اس کی زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

البتہ سونا چاندی کی زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ سونا یا چاندی کی بجائے اس کی قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

نقدی آج کل بالعموم لوگوں کے پاس سونا یا چاندی کی بجائے نقدی کی صورت میں رقم ہوتی ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ کس طریقے سے نکالی جائے؟ اس کے لیے علماء نے چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا ہے اور صدیوں سے علماء کے مابین نقدی کے لیے یہی نصاب تسلیم ہوتا چلا آرہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے پاس اتنی نقد رقم

ایک سال تک فاضل بچت کے طور پر محفوظ رہی ہے، جو ½ ۵۲ تولہ چاندی کی قیمت کے مساوی ہے، تو اس کو چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فی صد کے حساب سے زکوٰۃ نکالنی چاہیے۔ آج کل کے حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم کم و بیش تین ہزار روپے بنتی ہے، اس لیے نقدی کا نصاب ۳ ہزار روپے ہوگا۔ جس شخص کے پاس ۳ ہزار روپے ایک سال فالتو پڑے رہے ہوں، اسے چاہیے کہ وہ اس کی زکوٰۃ ڈھائی فی صد کے حساب سے ۲۵ روپے فی ہزار (۳ ہزار کے ۷۵ روپے) زکوٰۃ نکالے۔ اس سے زیادہ جتنی رقم ہو، وہ ڈھائی فی صد یا ۲۵ فی ہزار کے حساب سے نکالے۔ تین ہزار سے کم رقم والے پر زکوٰۃ عائد نہ ہوگی۔

بعض علماء کے نزدیک نقد رقم کی زکوٰۃ کے لیے سونے کا نصاب یعنی ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت ہے۔ اس حساب سے نقد رقم کا نصاب ۳ ہزار کی بجائے ۲۷، ۲۸ ہزار روپے ہوگا۔ اس سے کم رقم پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔

دو نصابوں کو ملا کر نصاب بنانا؟

اگر ایک شخص کے پاس سونا چاندی دونوں چیزیں ہوں، لیکن دونوں نصاب سے کم ہوں (یعنی سونا ½ ۷ تولہ سے کم اور چاندی ½ ۵۲ تولہ سے کم ہو) اس صورت میں اس پر زکوٰۃ عائد ہوگی یا نہیں؟ ایسے شخص کے بارے میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔

امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے خیال میں ایسے شخص کو دونوں چیزیں ملا کر اگر نصاب کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ نکالنی چاہیے۔ اہل حدیث علماء میں مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑیؒ کی رائے بھی یہی ہے۔ تاہم دوسرے ائمہ کے نزدیک یہ صحیح نہیں۔ جب تک اپنے اپنے طور پر ہر چیز نصاب کو نہ پہنچ جائے، اس میں زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔ دو مختلف چیزوں کو ملا کر نصاب بنانے کی صراحت کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اس لیے مختلف چیزوں کو ملا کر نصاب بنانا شرعاً صحیح نہیں، عام علماء اہل حدیث اسی مسلک کو زیادہ صحیح اور راجح سمجھتے ہیں۔

زیور کی زکوٰۃ

سونا چاندی کے زیور کی زکوٰۃ میں بھی کچھ اختلاف ہے۔ بعض علماء اس میں زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل نہیں، جب کہ علماء اہل حدیث کی اکثریت زیور میں زکوٰۃ کی قائل ہے۔ اور احتیاط کے لحاظ سے بھی یہی مسلک زیادہ صحیح ہے۔ زیور کی

زکوٰۃ دونوں طریقوں سے نکالی جا سکتی ہے۔ زیور میں سے چالیسواں حصّہ سونا یا چاندی بطورِ زکوٰۃ نکال دی جائے، یا چالیسویں حصّے کی قیمت ادا کر دی جائے، دونوں طرح جائز ہے۔ تاہم کسی کے پاس اگر حدِ نصاب (۷½ تولہ سونا یا چاندی ۵۲½ تولہ) سے کم زیور ہے، تو اس پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔

۴۔ــــ مالِ تجارت کی زکوٰۃ

اموالِ زکوٰۃ کی چوتھی قسم اموالِ تجارت ہیں۔ یعنی جو سامان بھی تجارت کے لیے ہو اس میں سے زکوٰۃ نکالی جائے۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ روایت کرتے ہیں:

"انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصّدقۃ من الّذی نعدّ للبیع" (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم ہر اس سامان میں سے زکوٰۃ نکالیں، جو تجارت کے لیے تیار کریں"

شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں:

ائمہ اربعہ اور ساری امت کا (سوائے چند شاذ لوگوں کے) اس بات پر اتفاق ہے کہ سامانِ تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے ــــ خواہ تاجر مقیم ہوں یا مسافر، ارزانی کے وقت سامان خرید کر نرخوں کے گراں ہونے کا انتظار کرنے والے تاجر ہوں ــــ تجارت کا مال نئے یا پرانے کپڑے ہوں، یا کھانے پینے کا سامان ــــ ہر قسم کا غلّہ، پھل فروٹ، سبزی، گوشت وغیرہ ــــ مٹی، چینی دھات وغیرہ کے برتن ہوں یا جاندار چیزیں غلام، گھوڑے، خچر اور گدھے وغیرہ ــــ گھر میں پلنے والی بکریاں ہوں یا جنگل میں چرنے والے ریوڑ، غرض تجارت کے ہر قسم کے مال میں زکوٰۃ فرض ہے۔ علاوہ ازیں شہری اموالِ تجارت بیشتر اموالِ باطنہ ہیں، جبکہ (مویشی) جانوروں کی اکثریت اموالِ ظاہرہ ہیں ــــ (القواعد النّورانیہ الفقہیہ ص ۸۹-۹۰ طبع مصر)

مالِ تجارت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ

اموالِ تجارت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ سال بسال جتنا تجارتی مال دکان، مکان یا گودام وغیرہ میں ہو، اس کی قیمت کا اندازہ کر لیا جائے۔ علاوہ ازیں جتنی رقم گردش میں

ہو، اور جو رقم موجود ہو، اس کو بھی شمار کر لیا جائے۔ نقد رقم، کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ اور سامانِ تجارت کی تخمینی قیمت، سب ملا کر جتنی رقم ہو، اس پر ڈھائی فی صد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

تاہم کوئی تجارتی مال اس طرح کا ہے کہ وہ اکٹھا خریدا، پھر وہ سال یا دو سال فروخت نہیں ہوا تو اس مال کی زکوٰۃ اس کے فروخت ہونے پر صرف ایک سال کی ادا کی جائے گی۔ ورنہ عام مال جو دکان میں فروخت ہوتا رہتا ہے اور نیا اسٹاک آتا رہتا ہے، وہاں چونکہ فرداً فرداً ایک ایک چیز کا حساب مشکل ہے، اس لیے سال بعد سارے مال کی بہ حیثیتِ مجموعی قیمت کا اندازہ کر کے زکوٰۃ نکالی جائے۔

اگر کوئی رقم کسی کاروبار میں منجمد ہو گئی ہو، جیسا کہ بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے اور وہ رقم دو تین سال یا اس سے زیادہ دیر تک پھنسی رہتی ہے۔ یا کسی ایسی پارٹی کے ساتھ آپ کو سابقہ پیش آجاتا ہے کہ کئی سال آپ کو رقم وصول نہیں ہوتی تو ایسی رقم کی زکوٰۃ سال بسال دینی ضروری نہیں۔ جب رقم وصول ہو جائے، اُس وقت ایک سال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

مصارفِ زکوٰۃ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ" (التوبۃ: ٦٠)

"زکوٰۃ کے مستحق صرف فقراء[۱]، مساکین[۲]، عاملینِ زکوٰۃ اور مؤلفۃ القلوب[۴] ہیں۔ نیز یہ کہ دلوں[۵] کے چھڑانے میں، قرض[۶] داروں کی مدد کرنے میں، راہِ[۷] خدا میں اور مسافر نوازی[۸] میں خرچ ہو سکتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ فریضہ ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان فرمائے ہیں کہ یہ آٹھ جگہیں ہیں جہاں مسلمان اپنا مالِ زکوٰۃ خرچ کر سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ کی رقم

تھوڑی تھوڑی کر کے آٹھوں جگہوں پر تقسیم کی جائے (جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے) بلکہ حسب ضرورت ان میں سے ہر ایک پر پوری رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔ جمہور علماء اُمّت اسی خیال کے حامی ہیں۔ مختصراً ان آٹھ مصارف کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ فقراء فقیر سے مُراد ہر وہ شخص ہے جس کی آمدنی اس کے اخراجات سے بہت کم ہو۔ اور وہ دوسرے کی امداد و اعانت کا محتاج ہو۔

۲۔ مساکین مسکین کے متعلق اکثر علماء کا خیال ہے کہ یہ وہ ہے جو عام فقیروں سے بھی زیادہ محتاج اور بے بس ہو۔ اور ایک حدیث سے بھی "مسکین" کی یہ تشریح معلوم ہوتی ہے کہ اس کی آمدنی اس کی ضروریات سے کم ہو۔ اور اس کی ظاہری پوزیشن بھی ایسی ہو کہ کوئی شخص اس کو حاجت مند سمجھ کر اس کی امداد کے لیے تیار نہ ہو، اور وہ خود بھی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرے۔ آپؐ نے فرمایا:

"لیس المسکین بهذا الطواف الذی تردّه التمرة و التمرتان و اللقمةُ واللقمتان والاکلةُ والاکلتان ولکنّ المسکین الّذی لا یجد غنیً یغنیه ولا یُفطن له فیتصدّق علیه ولا یسأل الناس شیئًا"

(متفق علیه، تفسیر ابن کثیر مع البغوی، ج ۲، ص ۵)

"مسکین وہ شخص نہیں ہے جو لقمے دو لقمے اور چند کھجوروں کے لیے گھر گھر کا چکر لگاتا ہے۔ مسکین تو وہ شخص ہے جو اپنی حاجت کے مطابق مال بھی نہیں پاتا نہ ظاہری حالت سے پہچانا جاتا ہے کہ صدقہ و خیرات اُسے دیا جائے اور نہ از خود وہ کسی سے سوال کرتا ہے۔"

متعفّف عُلماء و طلبائے علومِ دینیہ

قرآنِ کریم سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ فقراء و مساکین میں وہ لوگ سرِ فہرست ہیں جو اپنے آپ کو اللہ کے دین کے لیے وقف کر دیں، اللہ کے دین کی خاطر اپنا گھر بار اور کاروبار ترک کر دیں لیکن اس کے باوجود لوگوں کے سامنے دستِ طلب دراز نہ کریں۔ ایسے خوددار، اور متعفّف ضرورت مند علماء و طلبائے علومِ دینیہ کی امداد (آبرومندانہ طریقے سے) بہت ضروری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا - الاٰية!" (البقرة: ۲۷۳)

"خیرات ان فقیروں کے لیے ہے جو رُکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں، چل پھر نہیں سکتے ملک میں۔ سمجھے ان کو ناواقف مال دار ان کے سوال نہ کرنے سے، تُو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے۔" (ترجمہ شاہ عبد القادر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسکین کی تعریف میں اس آیت کا حوالہ دیا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے:

"انما المسكين الذي يتعفف اقرءوا ان شئتم يعني قوله تعالى: "لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا" (بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج۲ ص ۵۱)

"مسکین تو وہ ہے جو سوال کرنے سے بچتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں بھی ہے: "وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے"

مذکورہ بالا آیت و حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جو علماء طلباء اپنے آپ کو علم دین کے سکھانے اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دیں اور کاروباری مصروفیتوں پر تعلیم و تعلّم کو ترجیح دیں، ان کی حاجات و ضروریات بھی زکوٰۃ کی مد سے پوری کی جا سکتی ہیں۔ اور ان کی علمی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دینی و علمی کتابیں بھی اس فنڈ ہی سے خرید کر انھیں دی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ زمانہ حال کے ایک مصری فاضل علامہ یوسف القرضاوی نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔

۳۔ عاملینِ زکوٰۃ

اس سے مراد وہ افراد ہیں جو ادارۂ خلافت یا کسی ادارۂ مسلمین کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے، وصول شدہ مال کی حفاظت کرنے اور ان کا حساب کتاب لکھنے اور انھیں تقسیم کرنے پر مامور ہوں۔ ایسے لوگ چاہے فقیر اور مسکین کی تعریف میں نہ آتے ہوں، زکوٰۃ کی مد سے ان کو ان کے اس کام (وصولی صدقات) کی اُجرت دی جا سکتی ہے۔

۴۔ مُؤلّفۃ القلوب

اس سے وہ ضعیف الایمان مراد ہیں جن کی اگر دل جوئی اور مالی اعانت نہ کی جائے تو ان کے اسلام سے منحرف ہو جانے کا خطرہ

ہو۔ یا ایسے مائل بہ اسلام کافر، جو مالی اعانت سے حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بھی یہ شرط نہیں ہے کہ وہ فقیر و مسکین ہوں تب ہی ان کی مدد زکوٰۃ کی مدّ سے کی جاسکتی ہے، بلکہ صاحبِ حیثیت ہونے کے باوجود ایسے لوگوں پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔

احناف نے اس مدّ کو ساقط کر دیا ہے، لیکن یہ مسلک صحیح نہیں۔ قیامت تک یہ مصرف بھی دیگر مصارفِ زکوٰۃ کی طرح قائم رہے گا اور بوقتِ ضرورت اور حسبِ اقتضاء مؤلفۃ القلوب کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔ (جاری ہے)

شعر و ادب

جناب فضل الرحمٰن فضلؔ انبالوی

آمدِ ماہِ رمضان

تیرا آنا مبارک ماہِ رمضاں
تری آمد سے دل ہے سب کا شاداں

زمانے میں مچی ہے دھوم تیری
کروں تعریف کیا مرقوم تیری

مہینہ برکتوں کا آگیا ہے
عبادت کا زمانہ آگیا ہے

نفس پر اب تو ہوگا قابو حاصل
کہ دل ہوگا عبادت پر ہی مائل

خدا کی نعمتیں ہوں گی فراواں
خدا کی رحمتوں کے ہونگے ساماں

جہاں میں جتنے روزہ دار ہوں گے
خدا کے عشق میں سرشار ہوں گے

عبادت میں ہی وہ مسرور ہونگے
خدا کے عشق میں مخمور ہوں گے

قوی تر ہوگا ان کا زہد و تقویٰ
عبادت کا جنوں بڑھتا رہے گا

فرشتے رشک ان کی کیا کریں گے
انہیں حسرت سے وہ دیکھا کریں گے

خدا توفیقِ روزہ سب کو بخشے
گناہوں سے سدا محفوظ رکھے

ہماری تو دعا ہے میرے مولا
ترے اسلام کا ہو بول بالا

تیرا فضل و کرم ہو سب پہ دائم
رہیں اسلام پر ہر وقت قائم

محمدؐ کی محبت دل میں بھر دے
دلوں میں عشق کی تنویر کر دے

محبت میں ہمیں سرشار کر دے
الٰہی لذّتِ سوزِ جگر دے

دعائے فضلؔ ہو منظور یا رب
سیہ بختی ہو اس کی دُور یا رب